الصبح النوری

اردو شرح

مختصر القدوری

حضرت مولانا محمد حنیف گنگوهی دامت برکاتہم
(فاضل دار العلوم دیوبند)

کتب خانہ شعبیہ
ملتان شہر

الصبح النوری
اردو شرح
مختصر القدوری

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ (متفق علیہ)

اللہ جل شانہٗ جس بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو تفقہ فی الدین کی دولت سے نوازتے ہیں

اَلصُّبْحُ النُّوْرِی

اُردو شرح

مُخْتَصَرُ الْقُدُوْرِی

مُصَنِّفَہٗ

حضرۃ مولانا محمد حنیف صاحب گنگوہی فاضل دیوبند

جلد ۲

کتب خانہ مجیدیہ ملتان

نذرانۂ خلوص

میں اپنی اس بضاعت مزجات کو مرکز علوم دینیہ

دارالعلوم دیوبند کے نام معنون کرنے میں مسرّت

محسوس کر رہا ہوں۔

محمد حنیف غفرلہ گنگوہی (فاضل دیوبند)

عہ ابن حبان عن الزبیر، مسلم عن عائشہ

کتاب الرّضاع

وام الفضل (مفرقاً) ۱۲

قلیل الرضاع وکثیرہٗ اذا حصل فی مدۃ الرضاع تعلّق بہ التحریمُ ومدۃُ الرضاع عند

دودھ تھوڑا پیا ہو یا زیادہ جب یہ حاصل ہو رضاعت کی مدت میں تو ثابت ہوگی اس سے حرمت، رضاعت کی مدت امام صاحب

ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ثلثون شہرًا وعندہما سنتانِ واذا مضت مدۃُ الرضاع لم یتعلّق

کے ہاں تیس مہینے ہیں اور صاحبین کے ہاں دو برس، جب رضاعت کی مدت گذر جاتے تو ثابت نہ ہوگی

بالرضاع تحریمٌ ویحرمُ من الرضاع ما یحرمُ من النسب الّا امَّ اختہٖ من الرضاع فانہٗ

دودھ پینے سے حرمت، حرام ہو جاتی ہیں رضاعت سے وہ جو حرام ہیں نسب سے سوائے رضاعی بہن کی ماں کے کہ اس سے نکاح

یجوز لہ ان یتزوجہا ولا یجوز ان یتزوج امَّ اختہٖ من النسب واختَ ابنہٖ من الرضاع

کرنا جائز ہے، اور نسبی بہن کی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں، اور سوائے رضاعی بیٹے کی بہن کے کہ اس سے

یجوز ان یتزوجہا ولا یجوز ان یتزوّجَ اختَ ابنہٖ من النسب ولا یجوز ان یتزوّج

نکاح کر سکتا ہے، اور نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح جائز نہیں، اور اپنے رضاعی بیٹے کی بیوی سے

امرأۃَ ابنہٖ من الرضاع کما لا یجوز ان یتزوجَ امرأۃَ ابنہٖ من النسب

بھی نکاح کرنا جائز نہیں جیسے اپنے نسبی بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

تشریح الفقہ

قولہ کتاب الرضاع الخ رضاع راء کے فتحہ کے ساتھ ہے اور ایک لغت کسرہ کی بھی ہے (عنایہ) لغت کے لحاظ سے مصُّ الثدی یعنی چھاتی چوسنا ہے، اور شرعاً شیر خوار کا ایک مخصوص مدت میں عورت کی چھاتی چوسنا ہے۔

قولہ قلیل الرضاع الخ رشتہ رضاعت کے سبب سے تمام وہ عورتیں حرام ہو جاتی ہیں جو نسب کے سبب سے حرام ہیں اگرچہ دودھ کم پیا ہو۔ اجلاء صحابہ اسی کے قائل ہیں، امام شافعی و احمد فرماتے ہیں کہ پانچ شکم سیر چسکاریوں کے بغیر رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ایک دو چسکاری یا ایک دو مرتبہ چھاتی منہ میں ڈالنا حرام نہیں کرتا"عہ ہماری دلیل یہ ہے کہ آیت " وامہاتکم اللاتی ارضعنکم " اور حدیث " یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب " میں کوئی تفصیل نہیں اور خبر واحد کے ذریعہ زیادتی علی الکتاب جائز نہیں۔ رہی حدیث مذکور سو وہ منسوخ ہے، اور نسخ کی تصریح حضرت ابن عباس سے ثابت ہے، کسی نے آپ سے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ ایک چسکاری حرام نہیں کرتی، آپ نے فرمایا: یہ پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔ (بحر)۔

قولہ ومدۃ الرضاع الخ مدت رضاعت میں شدید اختلاف ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اڑھائی سال ہیں اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک دو سال، امام زفر کے نزدیک تین سال بعض نے پندرہ سال اور بعض نے چالیس سال اور بعض نے

عہ صحیحین عن ابن عباس، ائمہ ستہ غیر ابن ماجہ عن عائشہ (بالفاظ) ۱۲

پوری عمر مدتِ رضاعت قرار دی ہے، امام زفر فرماتے ہیں کہ سال میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متحول ہونے کی صلاحیت ہے اور دو سال سے زائد ہونا ضروری ہے (جس کی وجہ امام ابوحنیفہ کی دلیل کے ذیل میں آرہی ہے) صاحبین کی دلیل یہ آیت ہے "وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا" اس میں حمل و فصال دونوں کی مدت تیس ماہ قرار دی گئی ہے، اور حمل کی اقل مدت چھ ماہ ہے پس فصال کے لئے دو سال کی مدت باقی رہی، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "دو سال کے بعد رضاعت نہیں ہے"[عہ] امام ابوحنیفہ کی دلیل بھی یہی آیت ہے وجہ استدلال یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آیت میں دو چیزیں ذکر کیں اور دونوں کے لئے مدت مقرر فرمائی تو وہ مدت دونوں میں سے ہر ایک کے لئے پوری پوری ہوگی جیسے کوئی شخص یوں کہے "لفلان علی الف درہم وخمستہ اقفزۃ حنطۃ الی شہرین" تو اس میں ایک ہزار درہم اور پانچ قفیز گیہوں میں سے ہر ایک کی مدت دو ماہ ہوتی ہے پس مدتِ رضاعت بھی اڑھائی سال ہوتی۔ اور مدت حمل بھی اڑھائی سال ہوتی۔ مگر مدتِ حمل میں کمی حدیث سے ثابت ہے اور مدتِ رضاعت میں کمی ثابت نہیں اسلئے اس کی مدت پوری اڑھائی سال رہیگی حدیث یہ ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ "بچہ پیٹ میں دو سال سے زیادہ نہیں رہتا"[عہ] ظاہر ہے کہ اس قسم کا مضمون شارع کے سماع سے ہی معلوم ہو سکتا ہے تو یقیناً حضرت عائشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا پس یہ قول حدیث مرفوع کے درجہ میں ہے، امام صاحب کی طرف سے عقلی دلیل یہ ہے کہ بچہ کی غذا کا متغیر ہونا ضروری ہے جس کے لئے اتنی مدت ہونی چاہئے جس میں بچہ دودھ کے علاوہ دوسری غذا کا عادی ہو سکے۔ سو اس کے لئے حمل کی ادنیٰ مدت فرض کیجائیگی کہ اس میں یہ صلاحیت موجود ہے چنانچہ جنین کی غذا رضیع اور فطیم کی غذا سے جدا ہوتی ہے، سوال حضرت عائشہ کی حدیث ظنی ہے اور آیت قطعی ہے اور قطعی کی تخصیص ظنی کے ساتھ جائز نہیں، پھر امام صاحب نے حدیث مذکور کے ذریعہ آیت کی تخصیص کیونکر تجویز کی؟ جواب آیت مذکورہ اپنے ظاہری معنی پر محمول نہیں، چنانچہ امام شافعی وغیرہ نے تیس ماہ میں سے چھ ماہ کو مدت حمل مانا ہے اور دو سال کو مدت فصال پس آیت متؤول ہوگئی اور متؤول کی دلالت قطعی نہیں ہوتی ظنی ہوتی ہے لہٰذا ظنی کی تخصیص ظنی سے ہوئی جو بلاشبہ درست ہے۔

قولہ الا ام اختہ الخ قول سابق سے استثناء ہے یعنی رضاعت کے سبب سے تمام وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو قرابت نسب کے سبب سے حرام ہیں سوائے رضاعی بہن کی ماں اور اپنے بیٹے کی رضاعی بہن کے کہ یہ حلال ہیں کیونکہ نسبی بہن کی ماں خود اپنی ماں ہے یا اپنے باپ کی مدخولہ ہے۔ اور یہ دونوں حرام ہیں، رضاعت میں یہ بات نہیں یعنی رضاعی بہن کی ماں نہ اپنی ماں ہے نہ باپ کی مدخولہ ہے، اسی طرح نسب کے اعتبار سے اپنے بیٹے کی بہن یا تو اپنی لڑکی ہوگی یا ربیبہ ہوگی رضاعت میں یہ بات نہیں، فقہاء جو حدیث "یحرم من الرضاع الخ" سے ام الاخت اور اخت الابن کا استثناء کرتے ہیں اس پر عقلی دلیل سے حدیث کے عموم کی تخصیص لازم آنیکا اعتراض ہوتا ہے، جواب یہ ہے کہ مستثنیٰ صورتوں کی حرمت مصاہرت کے سبب سے ہے نہ کہ نسب کے سبب سے اور استثناء منقطع ہے، یا جن صورتوں کو فقہاء نے مستثنیٰ کیا ہے ان کو حدیث شامل ہی نہیں یہاں تک کہ تخصیص بالعقل لازم آئے۔ عہ دار قطنی عن ابن عباس (مرفوعا وموقوفا) وعمر (موقوفا) عبدالرزاق، مالک عن ابن عباس (موقوفا) ابن ابی شیبہ عن ابن عباس وابن مسعود وعلی (موقوفا) ۱۲ عہ دار قطنی، بیہقی عن جمیلہ بنت سعد ۱۲

ولبنُ الفحلِ يتعلق به التحريمُ وهو ان ترضعَ المرأةُ صبيةً فتحرمُ هذه الصبيةُ على زوجها

مرد کے دودھ سے حرمت وابستہ ہوتی ہے اور وہ یہ کہ دودھ پلائے عورت بچی کو تو حرام ہوگی یہ بچی اس کے شوہر پر۔

وعلى ابائه وابنائه ويصير الزوج الذى نزل لها منه اللبنُ ابًا للمرضعةِ ويجوز ان يتزوج

اسکے آباء پر اسکے بیٹوں پر اور ہوجائیگا وہ شوہر جس سے دودھ اترا ہے اس عورت کے شیر خوار بچی کا باپ، جائز ہے یہ کہ

الرجلُ باختِ اخيهِ من الرضاعِ كما يجوز ان يتزوج باختِ اخيهِ من النسب وذلك

شادی کرے آدمی رضاعی بھائی کی بہن سے جیسے جائز ہے اپنے نسبی بھائی کی بہن سے، مثلاً

مثلُ الاخِ من الابِ اذا كان له اختٌ من امهِ جاز لاخيهِ من ابيهِ ان يتزوجها

ایک باپ شریک بھائی ہے اور اسکی ایک ماں شریک بہن ہے تو باپ شریک بھائی کے لئے جائز ہے اس بہن سے

وكل صبيين اجتمعا على ثدى واحدٍ لم يجز لاحدهما ان يتزوج الاخر ولا يجوز

شادی کرنا، جن دو بچوں نے ایک چھاتی سے دودھ پیا ہو ان میں سے ایک کے لئے جائز نہیں شادی کرنا دوسرے کیساتھ

ان يتزوج المرضعةُ احدًا من ولدِ التى ارضعتها ولا يتزوج الصبىُّ المرضعُ

جائز نہیں شیر خوار کا نکاح اس عورت کے لڑکوں سے جس نے اس کو دودھ پلایا ہے، شادی نہ کرے شیر خوار بچہ دودھ

اختَ زوجِ المرضعةِ واذا اختلط اللبنُ بالماءِ واللبنُ هو الغالبُ يتعلق به التحريمُ

پلانے والی عورت کے شوہر کی بہن سے، جب ملجائے دودھ پانی میں اور دودھ غالب ہو تو اس سے حرمت متعلق ہوگی

واذا اختلط بالطعامِ لم يتعلق به التحريمُ وان كان اللبنُ غالبًا عند ابى حنيفةَ وقالا

اور جب کھانے میں ملجائے تو حرمت متعلق نہ ہوگی اگرچہ دودھ غالب ہو امام صاحب کے نزدیک صاحبین فرماتے

رحمهما الله يتعلق به التحريمُ واذا اختلط بالدواءِ واللبنُ غالبٌ تعلق به التحريمُ واذا حلب

ہیں کہ اس سے حرمت متعلق ہوگی، جب دوا میں ملجائے اور دودھ غالب ہو تو حرمت متعلق ہوجائیگی، جب نکالا

اللبنَ من المرأةِ بعد موتها فاوجر به الصبىّ تعلق به التحريمُ واذا اختلط لبنُ المرأةِ

گیا دودھ عورت کا اسکے مرنیکے بعد اور ڈالدیا گیا بچہ کے حلق میں تو متعلق ہوگی حرمت، جب ملجائے عورت کا دودھ

بلبنِ شاةٍ ولبنُ المرأةِ هو الغالبُ تعلق به التحريمُ وان غلب لبنُ الشاةِ لم يتعلق

بکری کے دودھ میں اور عورت کا دودھ غالب ہو تو حرمت متعلق ہوجائیگی اگر بکری کا دودھ غالب ہو تو متعلق نہ ہوگی

به التحريمُ واذا اختلط لبنُ امرأتين يتعلق التحريمُ باكثرهما عند ابى يوسفَ رحمه الله

جب دو عورتوں کا دودھ ملجائے تو حرمت اس سے متعلق ہوگی جسکا دودھ زیادہ ہو امام ابو یوسف کے نزدیک

وقال محمدٌ رحمه الله تعلق بهما واذا نزل للبكرِ لبنٌ فارضعت صبيًا يتعلق به التحريمُ

امام محمد کے ہاں دونوں سے متعلق ہوگی، جب کنواری کے دودھ اتر آئے اور وہ بچہ کو پلا دے تو حرمت متعلق ہوجائے گی۔

احکامِ رضاعت کی تفصیل

وإذا نزل للرجل لبنٌ فارضع صبياً لم يتعلق به التحريم وإذا شرب صبيان من لبن شاة

جب کسی مرد کے دودھ اتر آئے اور وہ بچہ کو پلا دے تو اس سے حرمت متعلق نہ ہوگی، دو بچوں نے دودھ پیا ایک بکری کا

فلا رضاع بينهما وإذا تزوج الرجل صغيرةً وكبيرةً فارضعت الكبيرةُ الصغيرةَ حرمتا

تو ان میں رضاعت نہ ہوگی، شادی کی کسی نے صغیرہ اور کبیرہ عورت سے پس دودھ پلا دیا کبیرہ نے صغیرہ کو تو حرام ہوگی دونوں

على الزوج فإن كان لم يدخل بالكبيرة فلا مهر لها وللصغيرة نصفُ المهر ويرجع به

شوہر پر پس اگر صحبت نہ کی ہو کبیرہ سے تو اس کو مہر نہ ملیگا اور صغیرہ کو نصف مہر ملیگا اور وہ نصف لے لیگا

الزوج على الكبيرة إن كانت تعمدت به الفساد وإن لم تتعمد فلا شيئ عليها ولا تقبل في

شوہر کبیرہ سے، اگر اس نے فسادِ نکاح کا ارادہ کیا ہو ورنہ اس پر کچھ نہ ہوگا، قبول نہیں کیجائیگی رضاعت

الرضاع شهادةُ النساء منفردات وإنما يثبت بشهادة رجلين أو رجل وامرأتين۔

میں تنہا عورتوں کی گواہی بلکہ رضاعت کا ثبوت دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ہوگا۔

تشریح الفقہ — رضاعت کے باقی احکام

قولہ وإذا تزوج الرجل الخ ایک شخص کے نکاح میں کبیرہ و صغیرہ دو عورتیں تھیں۔ کبیرہ نے صغیرہ کو اپنا دودھ پلا دیا تو شوہر پر وہ دونوں حرام ہوگئیں کیونکہ اب وہ دونوں رضاعی ماں بیٹی ہوگئیں، اب اگر شوہر کبیرہ کے ساتھ وطی کر چکا ہو تب تو مہر لازم ہی ہے اور اگر وطی نہ کی ہو تو کبیرہ کو مہر نہیں ملیگا کیونکہ فرقت اسی کی جانب سے واقع ہوئی ہے اور صغیرہ کو نصف مہر ملیگا کیونکہ فرقت اس کی جانب سے نہیں آئی اور دودھ پینا گو اس کا فعل ہے مگر اسقاطِ حق میں اس کا اعتبار نہیں البتہ شوہر نے جو نصف مہر صغیرہ کو دیا ہے وہ کبیرہ سے وصول کر لیگا۔ بشرطیکہ کبیرہ نے فسادِ نکاح کا قصد کیا ہو اور اگر اس کا مقصد فسادِ نکاح نہ ہو بلکہ دفع گرسنگی وغیرہ ہو تو پھر رجوع کا بھی حق نہیں ہے۔

قولہ ولا تقبل الخ ہمارے ہاں رضاعت کا ثبوت اسی حجت سے ہوتا ہے جس سے مال کا ثبوت ہوتا ہے یعنی دو عادل مردوں یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کی گواہی سے، امام مالک فرماتے ہیں کہ صرف ایک عادلہ عورت کی گواہی سے بھی رضاعت کا ثبوت ہو جائیگا۔ کیونکہ حرمتِ رضاعت منجملہ حقوقِ شرع کے ایک حق ہے پس خبرِ واحد سے ثابت ہو سکتا ہے۔ جیسے ایک شخص نے گوشت خریدا اور کسی نے اس کو خبر دی کہ یہ مجوسی کا ذبیحہ ہے تو اس کے لئے کھانا جائز نہیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ بابِ نکاح میں ثبوتِ حرمت زوالِ ملک سے جدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ بقاءِ نکاح مع ثبوتِ حرمت دائمی متصور نہیں ہو سکتا اور بطلانِ نکاح دو عادل مردوں یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کے بغیر نہیں تو حرمت کا ثبوت بھی اس کے بغیر نہیں ہو سکتا بخلاف گوشت کے مسئلہ کے کہ حرمتِ تناول زوالِ ملک سے جدا ہو سکتی ہے جیسے شراب میں حرمت کے باوجود ملکِ یمین ثابت ہو جاتی ہے۔

؎ لانہ لیس بلبن علی الحقیقۃ ۱۲ ؎ لان لبن الشاۃ لا حرمۃ لہ بدلیل ان الامومۃ لا تثبت بہ ۱۲